ختم نبوت

مفہوم

عربی لغت میں ختم کا معنی مہر لگانا، بند کرنا، آخر تک پہنچانا اور کسی کام کو پورا کر کے فارغ ہو جانا کے ہیں۔ اسلامی اصطلاح میں ختم نبوت کا معنی ہے کہ سلسلہ نبوت، جس کا آغاز حضرت آدم علیہ السلام سے ہوا اس کا اختتام حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر ہوا۔ ختم کا یہ معنی ہم اپنے روزمرہ کی زندگی میں بھی استعمال کرتے ہیں۔ عقیدہ ختم نبوت اسلام کے بنیادی عقائد میں سے ہے۔ اور اس کا منکر مسلمان کہلانے کا مستحق نہیں سمجھا جاسکتا۔

عقیدہ ختم نبوت از روئے قرآن

قرآن حکیم میں واضح طور پر ارشاد ربانی ہے۔

مَّا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَٰكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ (الاحزاب:۴۰)

''محمد ﷺ تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں مگر وہ اللہ کے رسول اور خاتم النبین ہیں''۔

علاوہ ازیں قرآن کریم نے یہ ارشاد فرمایا۔

الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا (المائدہ:۳)

''آج میں نے تمہارے دین کو تمہارے لیے مکمل کر دیا ہے اور اپنی نعمت تم پر تمام کر دی ہے۔ اور تمہارے لیے اسلام کو تمہارے دین کی حیثیت سے قبول کر لیا ہے۔

عقیدہ ختم نبوت از روئے حدیث

حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''میری مثال نبیوں میں ایسے ہے جیسے کسی شخص نے ایک بہت اچھا اور پورا مکان بنایا لیکن اس میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی جہاں کچھ نہ رکھا لوگ اسے چاروں طرف سے دیکھتے اور اس کی بناوٹ سے خوش ہوتے لیکن کہتے کیا اچھا ہوتا کہ اس اینٹ کی جگہ بھی پُر کر لی جاتی۔ پس میں نبیوں میں اس اینٹ کی جگہ ہوں''۔

مسند احمد میں روایت ہے کہ آپ ؐ نے فرمایا:

''رسالت اور نبوت ختم ہوگئی۔ میرے بعد نہ کوئی رسول ہے اور نہ نبی''۔

مسند احمد میں ایک اور روایت ہے کہ آپ ؐ نے فرمایا:

''میرے بعد نبوت نہیں مگر خوشخبری والے۔ پوچھا گیا یا رسول اللہ ﷺ وہ کیا ہیں؟ فرمایا اچھے خواب یا فرمایا نیک خواب''۔

ختم نبوت

صحیح مسلم میں ہے کہ آپ ؐ نے فرمایا:

''مجھے تمام انبیاء پر چھ فضیلتیں دی گئی ہیں۔

۱۔ مجھے جامع کلمات عطا فرمائے گئے ہیں۔

۲۔ رعب سے میری مدد کی گئی ہے۔

۳۔ میرے لیے غنیمتوں کے مال حلال کیے گئے ہیں۔

۴۔ میرے لیے ساری زمین مسجد اور وضو بنائی گئی ہے۔

۵۔ میں ساری مخلوق کی طرف نبی بنا کر بھیجا گیا ہوں۔

۶۔ اور میرے ساتھ نبیوں کو ختم کیا گیا ہے۔

حدیث نبوی ﷺ ہے کہ:

''میرے کئی نام ہیں میں محمد ﷺ ہوں، میں احمد ہوں اور میں ماحی ہوں۔ اللہ تعالیٰ میری وجہ سے کفر کو مٹا دے گا اور میں حاشر ہوں تمام لوگوں کا حشر میرے قدموں تلے ہوگا۔ اور میں عاقب ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں''۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ ایک روز نبی کریم ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور تین دفعہ فرمایا 'لا نبی بعدی انا خاتم النبین'، ختم نبوت کے مسئلہ پر ایک سوال اُٹھایا جاتا ہے کہ قرب قیامت میں حضرت عیسیٰ کا نزول مسلمان تسلیم کرتے ہیں تو پھر خاتم النبین حضور اکرم ﷺ کیسے ہوئے کوئی اور نہیں تو کم از کم حضرت عیسیٰ نے تو آنا ہے تو پھر خاتم النبین حضرت عیسیٰ کو ہونا چاہیے نہ کہ حضور اکرم ﷺ کو۔

اس کا جواب دو طرح سے دیا جاتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول قرب قیامت میں ضرور ہوگا لیکن نبی اور رسول کی حیثیت سے نہیں بلکہ وہ شریعت محمدی کے پیروکار کی حیثیت سے تشریف لائیں گے۔

دوسرے یہ کہ اگر ان کا نزول بحیثیت نبی ہوتا تو بھی ان کو نبوت حضور اکرم ﷺ کے بعد عطا نہیں کی گئی۔ بلکہ آپ سے تقریباً چھ صدیاں پہلے انہیں نبی بنایا گیا تھا۔ اس لیے حضرت عیسیٰ کے نزول سے حضرت محمد ﷺ کے خاتم النبین ہونے پر کوئی زد نہیں پڑتی۔

نئے نبی کی ضرورت

ایک نئے نبی یا نئی شریعت کی ضرورت اس وقت پیش آتی ہے۔ جب درج ذیل میں سے کوئی ایک لاحق ہو۔

۱۔ پہلے نبی کی تعلیم یا شریعت نامکمل ہو۔

۲۔ پہلے نبی کی شریعت منسوخ ہو چکی ہو۔

ختمِ نبوت

۳۔ پہلے نبی کی شریعت بھلائی جا چکی ہو۔

۴۔ پہلے نبی کی شریعت میں تغیر وتبدل آ چکا ہو۔

۵۔ پہلے نبی کی شریعت کسی خاص علاقہ کے لیے ہو۔

۶۔ پہلے نبی کی شریعت کسی خاص طبقے کے لیے ہو۔

۷۔ پہلے نبی کی شریعت کسی خاص زمانہ کے لیے ہو۔

لیکن اگر ان سب امور میں سے کوئی ایک بھی لاحق نہ ہو تو کسی نئی شریعت یا کسی نئے نبی کی کوئی ضرورت نہیں ہوتی۔ دیکھنا یہ ہے کہ کیا اسلام کے بعد ان میں سے کوئی امر واقع ہو سکتا ہے۔

۱۔ کیا شریعت اسلامیہ نامکمل ہے؟

ایک نئی شریعت کی ضرورت اس وقت محسوس ہو سکتی ہے کہ جب پہلی شریعت نامکمل ہو۔ اور اس کی تکمیل کے لیے ایک نیا نبی بھیجا جائے جو یا تو اس شریعت کو مکمل کر دے یا اسے بدل کر کوئی مکمل شریعت لائے اور نافذ کرے۔ لیکن شریعت اسلامیہ کے متعلق کسی بھی طور پر یہ نہیں کہا جا سکتا کہ یہ شریعت نامکمل ہے۔ کیونکہ اسلامی شریعت کا یہ اصول ہے کہ کائنات کے کسی بھی فرد کو زندگی کے کسی بھی لمحے کسی ایسے مسئلہ پر راہنمائی کی ضرورت ہو جس کا واضح حل قرآن اور سنت یا اجماع اُمت میں موجود نہ ہو تو ان دلائل شرعیہ یعنی قرآن، حدیث اور اجماع اُمت سے راہنمائی لے کر اس کا استنباط کیا جائے گا۔ یعنی شریعت کا چوتھا مصدر (قیاس) کا استعمال کیا جائے گا۔ اس لیے کوئی بھی ایسا مسئلہ نہیں ہو سکتا جو کہ اسلام کے وسیع دامن سے نکل جائے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

اَلْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ (المائدہ:۳)

''آج میں نے تمہارے لیے تمہارے دین کو مکمل کر دیا''۔

۲۔ کیا شریعت اسلامیہ کی تنسیخ کا امکان ہے؟

شریعت اسلامیہ کا نزول تدریجاً ہوا۔ اور اس تدریجی نزول کے دوران کبھی کبھی ایسا بھی ہوا کہ کسی کا حکم کو منسوخ یا تبدیل کر دیا گیا۔ لیکن جو حکم منسوخ کیا گیا اس کی جگہ اس سے بہتر یا اس کی مثل حکم لایا گیا۔ ارشاد ربانی ہے۔

مَا نَنسَخْ مِنْ آيَةٍ أَوْ نُنسِهَا نَأْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَا أَوْ مِثْلِهَا (البقرہ:۱۰۶)

''ہم اپنی جس آیت کو منسوخ کر دیتے ہیں یا بھلا دیتے ہیں اس کی جگہ اس سے بہتر لاتے ہیں یا کم از کم ویسی ہی''۔

گویا کہ متن قرآنی میں جس قدر تنسیخ کی ضرورت تھی وہ نبی اکرم ﷺ کے حیات مبارکہ میں ہی ہو چکی ہے۔ اب مزید کسی تنسیخ کی ضرورت نہیں ہے۔

۳۔ کیا شریعت اسلامیہ بھلائی جاسکتی ہے؟

اس سوال کا جواب گذشتہ چودہ صدیوں کا تعامل دے رہا ہے۔نزول اسلام کے وقت کے احکام آج پندرھویں صدی میں بھی اسی طرح معلوم و مستعمل ہیں۔اوران میں سے کسی ایک کو بھی نہیں بھلایا جاسکا تو جب چودہ صدیوں کی طویل تاریخ میں کسی حکم کو نہیں بھلایا جاسکا تو کیسے ممکن ہے کہ آئندہ اس شریعت کو بھلایا جائے گا۔

۴۔ کیا شریعت اسلامیہ میں تغیر وتبدل آسکتا ہے؟

شریعت اسلامیہ انتہائی محفوظ شریعت ہے۔اس میں نہ تو چودہ صدیوں میں کوئی تغیر تبدل ہوسکا ہے اور نہ کبھی تا قیامت ہوسکے گا۔قرآن حکیم کی حفاظت کا ذمہ خود اللہ کریم نے لیا ہے کہ

إِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّکۡرَ وَإِنَّا لَہٗ لَحَافِظُوۡنَ (الحجر:۹)

''ہم نے ہی اس ذکر کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کے نگہبان ہیں''۔

ظاہر ہے کہ جس شریعت کی حفاظت کا ذمہ خود خداوند تعالیٰ لے لیں اسے کون بدل سکتا ہے۔جبکہ خداوند قدوس کا یہ اعلان بھی موجود ہو کہ:

لَا تَبۡدِیۡلَ لِکَلِمَاتِ اللّٰہِ (یونس:۶۴)

''اللہ کی باتیں بدل نہیں سکتیں''۔

۵۔ کیا شریعت اسلامیہ کسی خاص علاقہ کے لیے ہے؟

اسلام سے قبل کئی شرائع کسی نہ کسی خاص علاقہ کے لیے تھیں جیسا کہ حضرت شعیب علیہ السلام کے متعلق قرآن حکیم کہتا ہے۔

وَإِلٰی مَدۡیَنَ أَخَاھُمۡ شُعَیۡبًا (ہود:۸۴)

''اور مدین والوں کی طرف ہم نے ان کے بھائی شعیب کو بھیجا''۔

لیکن اسلام کے متعلق ایسا نہیں کہا جاسکتا کہ نبی اسلام حضرت محمد ﷺ کو مدین یا عاد یا کسی خاص بستی کی طرف مبعوث کیا گیا ہے۔بلکہ قرآن گواہی دیتا ہے۔

وَمَا أَرۡسَلۡنَاکَ إِلَّا رَحۡمَۃً لِّلۡعَالَمِیۡنَ (الانبیاء:۱۰۷)

''(اے محمد ﷺ) ہم نے آپ کو سارے جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے''۔

نبی کریم ﷺ نے نہ صرف عرب میں اسلام کی تبلیغ کی بلکہ عجم کے سربراہان کی طرف بھی دعوت اسلام کے خطوط لکھے۔ جو کہ اسلام کے بین الاقوامی مذہب ہونے کا ثبوت ہیں۔نبی اکرم ﷺ کے نبوت کے ابتدائی زمانے میں قریش سے خطاب